OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا "خاندانی منصوبی بندی کے حوالے سے تحقیقی جائزہ "عصر حاضر کے تناظر میں

A REVIEW OF ISLAMIC IDEOLOGICAL COUNCIL'S RECOMMENDATIONS ON FAMILY PLANNING

Zahid Mehmood
Research Scholar University of Poonch, Rawalakot Jammu & Kashmir
03004773874z@gmail.com

Abdul Rehman Khan
Assistant Professor Department of Islamic Studies, University of Poonch Rawalakot Azad Jammu & Kashmir drabdulrehmankupr.edu.pk
https://orcidorg0000-0001-6299-8425

Hidayat Ullah
Lecturer Department of Islamic Studies, University of Loralai, Balochistan
hidayatullah@uoli.edu.pk

Abstract

Population growth has been a major economic problem. Thus the nations deprived of revelation have resorted to unsustainable and superficial way to solve this problem with their intellect.
Unfortunately, we have also been painted in the colors of selflessness and are adopting methods that are against our religious and cultural values and human nature. The Quran' states that: and do not kill your children for fear of poverty. In fact' killing them is a big mistake.
The economic problems can be found in the human population to bring natural and mineral resources.
If the plan is done in the light of Islamic teaching ' the best welfare can be done.
There are two aspects of birth control ' one individual and other collective.
As for as the individual aspect is concerned, it is undoubtedly allowed in Islam, in some cases, but family planning at the collective and governmental level is against the spirit of Islam.

Key Word: *Population, ISLAMIC IDEOLOGICAL COUNCIL'S,* Islam.

تمہید

اسلام دینِ فطرت ہے۔اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔اس میں دین و دنیا دونوں کی واضح کامیابی کے اصول بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔انسانی زندگی کا کوئی بھی گوشہ ایسا نہیں جس کو فراموش کیا گیا ہو۔اس آرٹیکل میں خاندانی منصوبہ بندی کے حوالہ سے اغیار کی اس سازش کو بے نقاب کرنے کی سعی کی جائے گی، کہ خالقِ کائنات نے جو فطری نظام انسانی آبادی کے حوالہ سے بنایا ھے اس میں تبدیلی، مداخلت اور پلاننگ نہ کی جائے تو انسانیت کسی بڑے بحران کا شکار ہو سکتی ھے۔یہ نظریہ سراسر احمقانہ اور شیطانی ھے، نیز اس آرٹیکل میں لفظِ خاندان کی تعریف و حقیقت، خاندان کا مختصر پس منظر و اہمیت اور خاندانی منصوبہ بندی کی حقیقت و تاریخ اور اس کے جواز و عدم جواز کی صورتوں پر بحث کی گئی ھے نیز اس کے اثرات و نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کا مختصر تعارف

۱۔ اسلامی نظریاتی کونسل ایک اہم آئینی ادارہ ہے۔پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کی شق نمبر ۲۲۷ کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل معرض وجود میں آئی آئین کے تحت کونسل کی بنیادی واساسی ذمہ داری یہ ہے پاکستان کی مجالس قانون ساز میں کوئی بھی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہ بننے پائے موجودہ قوانین کو بھی

CC BY

قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے۔[1]

اسلامی نظریاتی کونسل ایک اہم آئینی اسلامی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کرنا ہے اور اپنی سفارشات پیش کرنا ہوتی ہیں۔

۲۔ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۲۲۸ میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ کونسل کے ممبران کی تعداد کم از کم ۸ اور زیادہ سے زیادہ ۲۰ ہو گی اور ان ارکان کو صدر پاکستان اسلامی اصول و قوانین اور فلسفے میں مہارت کی بنیاد پر منتخب کرے گا نیز سیاسی، قانونی، معاشی اور انتظامی معاملات میں عبور رکھنے والوں کو رکن بنایا جائے گا اور اس میں تمام مکاتب فکر کو نمائندگی دی جائے گی۔[2]

کونسل کے ارکان کو اسلامی تعلیمات اور معاشی، معاشرتی، قانونی مہارت اور تجربہ کی بنیاد پر مقرر کیا جاتا ہے، یہ لوگ اعلیٰ پائے کی علمی استعداد کے مالک ہوتے ہیں تاکہ مجالس قانون ساز کی اسلامی تعلیمات کے مطابق صحیح رہنمائی کر سکیں اور حالات کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر جدید انداز میں اسلامی قوانین کو پیش کر سکیں۔

۳۔ کم سے کم دو ارکان ایسے ہوں جن میں سے ہر ایک سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کا جج ہو یا رہا ہو۔ کم از کم ایک تہائی ارکان ایسے ہوں جنہوں نے کم از کم ۱۵ سال تک اسلامی تحقیق یا تدریس کی ہو کم از کم ایک رکن خاتون بھی ہو۔ صدر پاکستان کونسل کے ارکان میں سے کسی کو بھی چیئرمین بنا سکتا ہے کونسل کی مدت تین سال مقرر ہے اس سے قبل بھی کوئی رکن یا چیئرمین اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکتا ہے کونسل کے ارکان کی اکثریت کسی بھی رکن کو برطرف کرنے کی قرارداد پاس کرے تو صدر پاکستان اُسے برطرف کر دے گا۔[3]

کونسل کی تشکیل میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ انتہائی تجربہ کار تحقیقی وتدریسی ماہرین کو رکن بنایا جائے۔ ارکان اور بالخصوص چیئرمین کونسل کو بھاری اور پرکشش مراعات اور سہولیات دی گئی ہیں اور ان کے تمام تر اختیارات، مدت اور قابلیت وغیرہ کا ذکر باقاعدہ دستور میں کر دیا گیا ہے۔ ان کے کام اور ذمہ داریوں کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔

۴۔ دستور پاکستان ۱۹۷۳ کی شق نمبر ۲۲۹ کے تحت صدر مملکت، کسی صوبے کا گورنر، قومی اسمبلی کا کوئی ایوان، یا صوبائی اسمبلی کے کل ارکان کا ۲/۵ حصہ مطالبہ کرے تو کونسل مجوزہ مسودہ قانون کے بارے میں رائے دے گی کہ آیا یہ مسودہ قانون شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے یا مخالف۔[4]

کونسل کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی مجلس قانون ساز یا صدر مملکت اور گورنر کے مطالبے پر اس مجوزہ قانون پر رائے دے کہ آیا یہ شریعت کے مطابق ہے یا شریعت کے اصولوں اور مزاج کے خلاف ہے۔ اور اپنی رائے عقلی و نقلی حوالہ جات سے وقت وحالات کے تقاضوں اور ضرورت کو سامنے رکھ کر دیتی ہے۔

۵۔ دستور پاکستان کی شق نمبر ۲۳۰ کے تحت کونسل کے فرائض میں ہے کہ پارلیمنٹ کو اپنی سفارشات ارسال کرے تاکہ پاکستان کے عوام (مسلمان) اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈال سکیں۔[5]

دستور میں اس امر کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ پاکستان چونکہ اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کے نظریئے پر قائم ہونی والی مدنیہ منورہ کی ریاست کے بعد پہلی نظریاتی اسلامی ریاست ہے۔ جہاں کے عوام کی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلام کے مطابق بنانے کے لیے قانون سازی ہوتی ہے۔ اور اس مقصد کے لیے کونسل اپنی سفارشات جو قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں اور قانوں کے حوالہ سے حاصل ہوتی ہیں تسلسل کے ساتھ پارلیمنٹ کو ارسال کرے تاکہ ملک میں اسلام کے عملی نفاذ کی طرف قدم آگے بڑھتے رہیں۔

۶۔ کونسل کی سفارشات

کونسل نے قانونی مسودات حدود، قصاص، دیت، حق شفعہ، زکوۃ وعشر، مصالحتی بورڈوں کا قیام، عریانی، فحاشی اور فحش لٹریچر کا خاتمہ، احترام رمضان، عائلی قوانین، نظام معیشت، نظام معاشرت، اصلاح معاشرہ، نظام تعلیم، ذرائع ابلاغ عامہ کی اصلاح، خاندانی منصوبہ بندی، حرمت شراب، سود کا خاتمہ اور تقریباً تمام اہم مسائل پر اپنی رپورٹس قومی اسمبلی مختلف وزارتوں، محکموں اور کابینہ کو ارسال کیں اور شائع کیں ہیں۔[6]

کونسل اپنے قیام سے لے کر آج تک اپنے فرائض بڑے احسن انداز میں پورا کر رہی ہے۔ اور ہر دور میں ہر مسئلہ اور قانون پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بڑی جامع اور مدلل رپورٹس متعلقہ فورمز پر پیش کرتی رہی ہے اور قرآن سنت کے مطابق قابل عمل راہ نکال کر پیش کی لیکن بد قسمتی سے کونسل کی ان سفارشات پر عمل درآمد بہت ہی کم ہوتا رہا ہے۔

7۔ کونسل کا انتظامی ڈھانچہ

کونسل کی معیاد تین سال ہے البتہ اس معیاد کے اختتام پر اراکین اور چیئرمین کونسل کا پھر سے تقرر کیا جاسکتا ہے۔

کونسل کے چیئرمین کو دیگر اختیارات کے ساتھ ساتھ گریڈ ۲۲ کے وفاقی سیکرٹری کے تمام اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ چیئرمین کونسل کا پرنسپل اکاونٹنگ آفیسر بھی ہوتا ہے۔ رولز کے مطابق کونسل کی تمام آسامیوں بشمول سیکرٹری اور ڈی۔جی کی آسامیاں، پر تقرر کا اختیار چیئرمین کونسل کا ہوتا ہے۔ کونسل کے شعبہ انتظامیہ کی سربراہی کونسل کے سیکرٹری کے پاس ہوتی ہے جو گریڈ ۲۰ یا ۲۱ کا آفیسر ہوتا ہے۔ جس کا تقرر ریکروٹمنٹ رولز ۱۹۸۴ء کے مطابق وفاق یا صوبائی حکومتوں کے کسی موزوں آفیسر کے تبادلے یا ڈیپوٹیشن کے ذریعے یا آسامی کو مشتہر کر کے براہ راست انتخاب کے ذریعے ہوتا ہے۔ [7]

کونسل کا چیئرمین وسیع اختیارات کا حامل ہوتا ہے اور اُسکی مرعات وفاقی وزیر کے برابر ہوتی ہیں کونسل کے اجلاس کی صدارت کرتا ہے، سفارشات مرتب کرنے میں اُس کا کردار بنیادی ہوتا ہے۔ اور کونسل کی تمام خالی آسامیوں پر تقرر کا اختیار بھی چیئرمین کو حاصل ہوتا ہے۔ اراکین کونسل کو بھی پر کشش مراعات دی جاتی ہیں اور سفارشات میں وہ اپنے اپنے نوٹس شامل کرتے ہیں اور کوئی بھی رکن اختلافی نوٹ بھی لکھ سکتا ہے۔ کونسل کی پہلی مرتبہ تشکیل ۱۹۶۲ء کے دستور کے تحت ہوئی، اسلامی مشاورتی کونسل کے نام سے ہوئی، چنانچہ ۱۴ اگست ۱۹۶۲ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے جسٹس الوصالح محمد اکرم اسلامی مشاورتی کونسل کے پہلے چیئرمین مقرر ہوئے۔ [8]

9۔ کونسل کی مطبوعات

کونسل کی مطبوعات کی تعداد ایک سو سے زائد ہے، ان میں سالانہ رپورٹس بھی ہیں اور موضوعاتی رپورٹس بھی ہیں اسلامی قوانین کی تشکیل کے موضوع پر ۳۸ رپورٹس موجود ہیں۔ [9]

کونسل نے اپنے قیام سے لیکر آج تک تقریباً اہم موضوعات پر اپنی رپورٹس مرتب کیں اور ان کو شائع کرنے کا بھی انتظام کیا، اب کونسل کی تمام رپورٹس عام قارئین کے مطالعہ کیلئے کونسل کی ویب سائیٹ پر بھی موجود ہیں۔ اور کونسل نے ملک میں مکمل شرعی نظام کے نفاذ کے لیے تمام اہم موضوعات کے متعلق آسان اور قابل عمل راہ اور طریقہ بنایا ہے لیکن آج تک ان سفارشات پر عمل درآمد نہیں ہو سکا جو بڑی بد قسمتی کی علامت ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی خاندانی منصوبہ بندی کے حوالہ سے سفارشات

۱۔ اسلامی نظریاتی کونسل ملک کا سب سے اہم اسلامی آئینی ادارہ ہے اس کا مقصد تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق قانون سازی کے سلسلہ میں حکومت کی رہنمائی کرنا ہے اور کونسل بخوبی اپنا یہ فرض پورا کرتی آرہی ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی پر کونسل کی سفارشات اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کونسل نے خاندانی منصوبہ بندی کے حوالہ سے پہلی رپورٹ اپریل ۱۹۸۴ء میں پیش کی جبکہ دوسری مرتبہ اگست ۱۹۹۲ء میں اس کو مزید اضافے کے ساتھ شائع کیا گیا۔ [10]

اسلامی نظریاتی کونسل نے تمام اہم دینی مسائل پر اپنی رائے اور سفارشات پیش کی ہیں خاندانی منصوبہ بندی کو بھی شرعی طور پر ناجائز قرار دے کر پابندی کا مطالبہ ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔

۲۔ خاندانی منصوبہ بندی کا آغاز ہمارے ملک میں صدر ایوب کے دور سے شروع ہوا، میں اسے برتھ کنٹرول اور ضبط ولادت کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس پر مذہبی حلقوں کی طرف سے تنقید کی وجہ سے اس کا نام خاندانی منصوبہ بندی اور خاندانی بہبود کر دیا گیا۔ [11]

۳۔ ضبط ولادت کے دو پہلو ہیں ایک انفرادی اور دوسرا اجتماعی انفرادی پہلو کی حد تک تو دین اسلام میں بعض صورتوں میں اس کی گنجائش موجود ہے لیکن

اجتماعی اور حکومتی سطح پر ضبط ولادت اسلامی تعلیمات اور مزاج اسلام و روح اسلام کے خلاف ہے ادلہ ءاربعہ سے خاندانی منصوبہ بندی کی اجتماعی صورت کا جواز نہیں ملتا تو ریاستی سطح پر ایسا کرنا کسی بھی طور پر مناسب نہیں ہوگا۔[12]

ضبط تولید کے قائلین کے دلائل

خاندانی منصوبہ بندی کے قائلین اس کے حق میں دو بڑے دلائل دیتے ہیں:

نمبر ا۔ زچہ بچہ کی صحت پر کثرت اولاد کی وجہ سے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

نمبر ۲۔ سامان زیست اور ملکی وسائل کم ہیں اور محدود ہیں اگر کثیر آبادی کا بوجھ ان پر پڑے گا تو وسائل ختم ہو جائیں گے ملک میں بھوک، افلاس، غربت اور معیار زندگی گر جائے گا اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ من حیثیت القوم کسی بڑے قحط اور حادثہ کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔

جواب، پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ مشاہدے سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ عورت بیمار ہونے کی وجہ سے بچہ پیدا نہیں کر سکتی بلکہ بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کے باوجود اُسے زبردستی روکا جائے تو اُس سے ذہنی اور جسمانی امراض لاحق ہونے کا خدشہ ہوتا ہے دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک نے اپنی آبادی کو ہنر مند بنا کر رزق روزی اور ترقی کے نئے ابواب کھولے اور آبادی میں اضافہ ملک پر بوجھ نہیں بلکہ ملکی ترقی کا ذریعہ بنا۔[13]

خاندانی منصوبہ بندی کے حامیوں کی طرف سے دو بڑی دلیلیں دی جاتی ہیں کہ کثرت اولاد سے بچوں اور ماؤں کی صحت پر برے اثرات پڑتے ہیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت اور پرورش مناسب طریقہ سے نہیں ہو پاتی اور زیادہ آبادی ملکی وسائل اور خزانے پر بوجھ بنتی ہے اور ملکی وسائل محدود ہیں اس لیے آبادی کی شرح خاص حد سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے یہ دونوں دلائل سطحی اور غیر حقیقت پسندانہ ہیں کیونکہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ بعض دفعہ کسی شخص کے ہاں ایک یا دو بچے ہوتے ہیں اور وہ صحت کے اعتبار سے اتنے مضبوط و توانا نہیں ہوتے جب کہ کثیر اولاد والوں کے بچے صحت مند ہوتے ہیں اور ملکی وسائل میں اضافہ اور ملکی ترقی زیادہ اور ہنر مند افراد کی مرہون منت ہوتی ہے۔

حقیقت حال کچھ اس طرح ہے کہ یورپ اور مغربی طاقتوں نے اپنے نقطہ ءنظر کے ذریعے سے اسلامی ممالک کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ آبادی کو کنٹرول نہ کیا جائے تو وسائل کم اور مسائل بڑھ جاتے ہیں اور ملکی ترقی کا پہیہ جام ہو جاتا ہے غربت اور افلاس عام ہو جاتا ہے لیکن یہ نظریہ خلاف حقیقت ہے اور اُسکی دلیل یہ ہے کہ جب پاکستان بنا تو آبادی موجودہ آبادی سے بہت کم تھی لیکن اُس وقت پاکستان گندم باہر سے منگواتا تھا لیکن اب اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد دوسرے ملکوں کو فروخت کرنے کی پوزیشن میں ہے ایسا ہی حال دوسرے ممالک کا بھی ہے۔ آبادی کو کنٹرول کرنے کے بجائے رزق کے نئے مواقع تلاش کیے جائیں ۔ نیز زمینوں کو آباد کیا جائے دیگر وسائل قدرت کو مسخر کیا جائے خاندانی منصوبہ بندی کے دلفریب نعرے سے بوڑھوں کی تعداد میں اضافہ اور جوانوں کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے معاشرے میں کارکنوں کی تعداد میں کمی کی وجہ سے ملک کی معیشت پر برے اثرات پڑتے ہیں۔[14]

یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ سے کوشش کی ہے کہ مسلمانوں سے ان کا دین اور تہذیب و تمدن چھین لیا جائے اور اس مقصد کے لیے وہ پیسے کا استعمال کرتے رہے ہیں اور پروپیگنڈہ کے ذریعے جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرتے ہیں چونکہ پوری دنیا کا میڈیا ان ہی قوتوں کے ہاتھ میں ہے اس لیے وہ اپنے منصوبوں کو اس کے ذریعے لوگوں کی ذہن سازی کر کے پورا کرتے ہیں اور ہمارا نام نہاد روشن خیال طبقہ ان کے ہاں میں ہاں ملاتا ہے اور دینی حوالہ سے ان منصوبوں کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کو جاہل، دقیانوس، بنیاد پرست، انتہا پسند جیسے القابات سے نوازتا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی بھی اسی طرح کی طاغوتی قوتوں کی ایک سازش ہے جس کو لبرل کہلانے والا طبقہ پذیرائی دے رہا ہے۔

6۔ خاندانی منصوبہ بندی کے منفی اثرات

انسانی جسم کو قدرت نے ایسا بنایا ہے کہ یہ مختلف طریقوں سے انسانیت کی خدمت اور نسل انسانی کی بقاء و تسلسل کے لیے اپنی توانائی صرف کر کے تسکین محسوس کرتا ہے جب کوئی عورت اپنی فطری ذمہ داری سے عہدہ براء ہونے کے بجائے محض لذت حاصل کرنے کی کوشش کرے گی تو اُسکی صحت پر برے اثرات لازمی طور پر مرتب ہوں گے چونکہ وہ محض لذت کے حصول اور اولاد کی مصیبت سے آزادی حاصل کرنے کے لیے مانع حمل یا اولاد کے خاتمے کے جو طریقے اور

ذرائع استعمال کرے گی تو اُسکی صحت پر مضر اثرات ضرور پڑیں گے۔[15]

انسانی جسم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک خاص نظام کے ساتھ جوڑا ہے اور فطری نظام کے اندر اگر انسان مداخلت کرتا ہے تو ظاہری سی بات ہے یہ نظام متاثر ہو گا۔ اور مصائب میں مبتلا ہو گا۔ مانع حمل ادویات کا استعمال چھاتی اور رحم کے کینسر کا سبب بنتا ہے جلد کی بیماریوں میں مبتلا کرتا ہے اس لیے اس سازش کو سمجھنے اور اس سے اجتناب ضروری ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کی ابتداء

ویسے تو خاندانی منصوبہ بندی یا ضبط ولادت کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ زمانہ جہالت میں بھی اولاد کو ختم کر کے ان کی ذمہ داریوں کے بوجھ سے اپنا دامن چھڑا لیا جاتا تھا۔ لیکن اسکی باقاعدہ اور سائنسی بنیادی پر ابتداء اٹھارویں صدی کے آخر میں ہوئی انگلستان کے مشہور ماہر معاشیات مالتھوس کے زمانے میں انگلستان کی آبادی تیزی سے بڑھنا شروع ہوئی تو اُس نے زمین، وسائل اور آبادی کی تیز رفتاری کے اعداد و شمار جمع کیے۔ اور نتیجہ نکالا کہ اگر آبادی اسی رفتار سے بڑھتی رہی تو نہ صرف وسائل کم ہو جائیں گے بلکہ رہائش کے لیے زمین بھی کم پڑھ جائے گی۔ اس لیے اُس نے آبادی کو کنڑول کرنے کے اسباب اختیار کرنے کی ترغیب دی اور آبادی کو کنڑول کرنے کے لیے اقدامات مثلاً بڑی عمر میں شادی کرنا وغیر رائج کیے۔ اُس نے اپنے رسالہ آبادی اور معاشرے کی آئندہ ترقی پر اُس کے اثرات ۱۷۹۸ء میں یہ نظریہ پیش کیا۔ اُس کے بعد ڈاکٹر چارلس ڈولٹن نے اپنی کتاب "ثمرات فلسفہ "۱۸۳۳ء میں برتھ کنڑول کے طریقے تفصیل سے بیان کیے۔[3]

آبادی میں اضافہ دیکھ کر یورپ کے ماہرین معاشیات کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر آبادی اسی نسبت سے بڑھتی رہی تو ملکی معیشت پر اس کے منفی اثرات پڑیں گے۔ اور ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ لوگوں کے لیے مکان بنانے کی جگہ بھی نہیں بچے گی لہذا آبادی کو کنڑول کرنے کی سبیل کی جائے۔ تاکہ غربت وافلاس سے اور زمین کے تنگ ہونے سے بچا جاسکے حالانکہ جدید ماہرین معاشیات، معیشت کی ترقی کے لیے زیادہ اور تربیت یافتہ افرادی قوت کو اہم قرار دے رہے ہیں۔

نوعیت مسئلہ

خاندانی منصوبہ بندی کا تصور کوئی نیا نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ اولاد کو محدود کرنے یا روکنے کا پرانا تصور ہے اُس پرانے تصور و خیال کا نیا نام ہے انسانی تاریخ میں کسی نہ کسی طبقے میں یہ سوچ ضرور کارفرما رہی ہے کہ کائنات اور زمین پر موجود وسائل محدود ہیں اگر آبادی تیزی سے بڑھتی چلی جائے گی تو وسائل ختم ہو جائیں گے اور انسانیت کسی بڑے کرب میں مبتلا ہو سکتی ہے لیکن دور جدید کا انسان چونکہ زیادہ باخبر اور معلوماتی ہونے کا دعوے دار ہے وہ مکمل اعداد و شمار کے ساتھ حساب لگا کر بتاتا ہے کہ ہمارے وسائل کتنے ہیں اور کتنی آبادی کے لیے ہیں اور اتنی آبادی ہو جائے گی تو وسائل ختم ہو جائیں گے اور ضروریات کی تکمیل تو درکنار انسان کو کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہیں بچے گی۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ماضی بعید کا انسان قتل اولاد، اسقاط حمل کے ذرائع استعمال کرتا تھا جبکہ جدید زمانے کا انسان اگرچے قدیم ذرائع ضبط ولادت بھی استعمال کر رہا ہے اُس کے ساتھ ساتھ جدید ذرائع بھی بروئے کار لا رہا ہے۔[13]

اسلامی نظریاتی کونسل کا خاندانی منصوبہ بندی کے حوالہ سے کردار، موجودہ دور میں خاندانی منصوبہ بندی کے نتائج

اسلامی نظریاتی کونسل ملک کا سب سے اہم اسلامی آئینی ادارہ ہے جس کا مقصد تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق اسلامی تعلیمات کے مطابق پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو راہنمائی فراہم کرنا ہے اور آج تک یہ ذمہ داری کونسل احسن انداز میں پوری کرتی رہی ہے۔ اور تقریباً تمام اہم امور پر اپنی سفارشات پیش کر چکی ہے۔ اس طرح خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق اپنی سفارشات پیش کی ہیں اور اس حوالہ سے کونسل نے تمام پہلوؤں کا ہر زاویے سے جائزہ لے کر قابل عمل حل اور راستہ نکالا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے خاندانی منصوبہ بندی کے حوالہ سے اپنی پہلی رپورٹ ماہ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ بمطابق اپریل ۱۹۸۴ء میں پیش کی۔ مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر مزید تحقیق کے ساتھ اس رپورٹ کو دوبارہ یکم صفر ۱۴۱۳ھ بمطابق یکم اگست ۱۹۹۲ء کو پھر سے شائع کیا۔[18]

اسلامی نظریاتی کونسل نے دیگر تمام اہم مسائل پر اپنی رپورٹس پیش کرنے کے ساتھ ساتھ خاندانی منصوبہ بندی پر دو مرتبہ اپنی رپورٹ پیش اور شائع کی ہے اور اپنی ان رپورٹوں میں کونسل نے تمام عقلی و نقلی دلائل سے خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت اور عقلی حیثیت کو واضح کیا ہے اور اجتماعی سطح پر ایسی منصوبہ

بندی اور مہم کو چلانا غیر شرعی اور ملک و قوم کے لیے نقصان دہ قرار دیا ہے لیکن آج تک ان سفارشات پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ اور ریاستی سطح پر خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام چلایا جارہا ہے اسلام کے نام پر بننے والے ملک کی حکومت ایسا کر رہی ہے۔

کونسل کی عرق ریزی اور توقعات

اسلامی نظریاتی کونسل نے قرآن و سنت کی روشنی میں خاندانی منصوبہ بندی کے حوالے سے بڑی محنت اور تحقیق کے ساتھ سفارشات مرتب کیں اور ادلہ اربعہ سے اس کی کیفیت و اثرات کو واضح کیا۔ اور کونسل کی یہ بڑی توقع اور خواہش تھی کہ حکومت اتنے مضبوط دلائل اور واضح راستہ مل جانے سے خاندانی منصوبہ بندی پر پابندی لاگو کرے گی لیکن آج تک یہ امید بھر نہیں آئی۔[19]

کونسل کے قیام کا مقصد قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کی راہنمائی کرواتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے یہ ادارہ اپنی ہر مسئلے پر جامع اور مستند سفارشات پیش کر رہا ہے لیکن ان پر بہت کم عمل درآمد ہوتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ کونسل کی رپورٹس اور سفارشات کے مطابق قانون سازی اور عمل درآمد بھی کیا جائے بصورت دیگر اس ادارے کی حیثیت محض ہر موضوع پر تحقیقی اور مستند سفارشات اور مواد مہیا کرنے والے ادارے کی رہ جائے گی۔ جو دستور پاکستان کے ساتھ بھی مذاق کے مترادف ہو گا۔ اس لیے کونسل کی دیگر رپورٹس و سفارشات کے ساتھ ساتھ خاندانی منصوبہ بندی کے حوالہ سے سفارشات پر فوری عمل کیا جانا چاہے تاکہ معاشرہ اس بری خصلت سے پاک ہو سکے۔

ضبط تولید والوں کے دلائل

ضبط تولید کی وکالت کرنے والوں کے پاس سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ آبادی میں اضافے کی وجہ سے وسائل کم پڑ جائیں گے اور انسانی آبادی قحط اور دوسری مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گی اس لیے آبادی کو کنٹرول کرنا ضروری ہے نزول قرآن سے قبل لوگ اپنی اولادوں کو قتل کر دیتے تھے چونکہ ان کے پاس مانع حمل ادویات و آلات موجود نہیں تھے وہ یہ کام اس مقصد کے لیے کرتے تھے کہ اس اولاد کی پرورش کا بوجھ ہم پر نہ پڑے جدید و قدیم ہر دو خاندانی منصوبہ بندی کا مقصد تو ایک ہی ہے قرآن مجید نے اس سوچ کو باطل قرار دیتے ہوئے اس سے منع فرمایا ہے۔[24]

جدید و قدیم ضبط ولادت کا مطلوب و مقصود صرف خشیت املاک ہے جو کتاب اللہ کی رو سے ناجائز و حرام ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت کے اندر دخل رہنے کے مترادف ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ﴾۔[25]

ترجمہ:

اور افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو تم کو بھی اور ان کو بھی رزق ہم دیتے ہیں۔

وضاحت:

قرآن مجید کی یہ آیت اس چیز کو واضح کر رہی ہے کہ رزق روزی کے ڈر سے اپنی اولادوں کو قتل نہ کرو تم اپنے رزق کے حصول میں بھی ہمارے ہی محتاج ہو تو تم دوسروں کے رزاق بننے کی کوشش کیوں کرتے ہو؟ اور اس وجہ سے انسانیت کا قتل کیوں کرتے ہو؟ یہ بہت بڑا گناہ اور غلطی ہے اس لیے اہل ایمان کو اس ظالمانہ اور جہالت پر مبنی رسم اور سوچ سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہیے۔

سفارشات

زیر بحث مقالہ کی روشنی میں مسلمانوں کو خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے امت محمدیہ ﷺ کے قتل، معاشی، معاشرتی اعتقادی و اخلاقی و دفاعی حوالہ سے کمزور کرنے کی سازش سے آگاہ کرنے اور بچنے کے لیے درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

ا۔ سب سے پہلے مسلسل تعلیم، دائمی تربیت اور بہترین مثالوں کے ساتھ لوگوں کے دل تبدیل ہونا ضروری ہیں جب افراد اپنے آپ کو تبدیل کر لے لیں گے تو اللہ تعالیٰ کے قانون اور سنت اللہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آج تک اُس قوم کی حالت کو نہیں بدلا نہ ہو خیال جس کو خود اپنی حالت کے بدلنے، کا اس کا مطلب ہے کہ

ہمیں خود سے اپنے آپ کو بدلنا اور اپنا مزاج ٹھیک کرنا ہو گا ہر کام میں یہود و ہنود کی نہیں بلکہ اللہ اور اُسکے رسول کی اتباع کرنا ہو گی۔

۲۔ ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی تعلیمات پر دل سے ایمان و یقین رکھیں اور پھر اپنی ذات اور جہاں تک طاقت ہو دوسروں پر ان تعلیمات کو نافذ کریں۔

اسی کو قرآن نے کہا ہے کہ "اے ایمان والو! پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ"

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیاوی زندگی کسی مقصد کی خاطر دی ہے اور اُس نے اپنا نائب اور خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہے اس لیے اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کی خاطر جدوجہد کرنا ہمارا فرض ہے اور طاغوتی قوتیں اللہ کے دین کے خلاف جتنی بھی سازشیں کریں ان کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے مشرکانہ عقیدہ اور سوچ پیدا کی جارہی ہے کہ بندے بندوں کے رازق ہوتے ہیں اس لیے آبادی کو کنٹرول کیا جائے ورنہ اولاد کی روزی کا انتظام ہمارے بس میں نہیں رہے گا اس باطل سوچ کے خلاف کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۴۔ یہ اچھی باتوں کا حکم دیتے اور بری باتوں سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اللہ کی اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

اس آیت نے ہمیں پابند کیا ہے کہ ہم خود بھی ناکامی اور غلط راستے سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ خاندانی منصوبہ بندی اسلام دشمن قوتوں کا ایک غلط راستہ ہے اس سے امت کے ہر فرد کو خود کو بھی اور دوسروں کو بھی بچانے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔

۵۔ جب بھی کسی بُرائی اور سازش کے خلاف آواز بلند کی جائے تو اُس وقت بڑی مشکل پیش آتی ہے جب صاحب اقتدار و اختیار طبقہ اُسکے خلاف ہو جائے اور یہاں تو حال یہ ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی جو اجتماعی طور پر کرنا اسلام کی روح و تعلیمات کے خلاف ہے خود حکومت کر رہی ہے اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہر صاحب اقتدار و اختیار و بااثر طبقے میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کیا جائے۔ ارکان پارلیمنٹ، فوج، پولیس دوسری بیوروکریسی اور معاشرے کے صاحب اثر لوگوں کو اسکے خلاف تیار کیا جائے اور ان کو اس کے نقصانات اور اس کے پس پردہ سازش سے آگاہ کیا جائے اور اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے اُن کو قائل کیا جائے اور عوام الناس جو اصل طاقت ہوتے ہیں کو اس کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے اور عوامی طاقت کو اسکے خاتمے کیلئے استعمال کیا جائے تاکہ حکومت کو اس پروگرام کے خاتمے کیلئے مجبور کیا جائے۔

۶۔ عوامی سطح پر خاندانی منصوبہ بندی جیسے منصوبوں کے خلاف تشہیری مہم چلائی جائے۔ ورکشاپس و سمینار منعقد کیے جائیں اخبارات و جرائد میں اس حوالہ سے آگاہی فراہم کی جائے ائمہ و خطباء حضرات اپنے وعظ و نصیحت میں اس کے نقصانات سے عوام کو مطلع کریں۔ قرآن و حدیث کے حوالہ سے اس کا رد کیا جائے۔

۷۔ ایسی این جی اوز اور تنظیموں پر معاشرے کو خصوصی نگاہ رکھنی چاہیے جو اغیار کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہی ہیں اور مسلمانوں سے اُن کی تہذیب و ثقافت چھیننا چاہتی ہیں۔ اسلئے ان سے بچنا اور معاشرے کو بچانا ضروری ہے۔

۸۔ ایسی ادویات جو مانع حمل ہوں یا حمل کو ضائع کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں پر سختی سے پابندی عائد کی جانی چاہیے تاکہ ان کے ذریعے سے بدکاری کا راستہ جو آسان ہو چکا ہے، میں رکاوٹ پیدا ہو سکے۔

۹۔ عصر حاضر میں مسلمانوں کی جو زبوں حالی اور مظلومیت ہے شاہد اجتماعی طور پر امت مسلمہ اس قدر مظلوم و بے بس تاریخ میں کبھی بھی نہیں رہی ہے۔ ہر طرف مسلمان گاجر مولی کی طرح کاٹے جارہے ہیں اُن کی عزتیں غیر محفوظ ہو چکی ہیں ان کے ممالک پر قبضے کیے جارہے ہیں اُن کے وسائل کو بے دردی سے لوٹا جارہا ہے حتی کے اُن کی مذہبی کتاب قرآن مجید، پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اور عبادت گاہیں تک دشمنان اسلام کی ایذا رسانیوں سے محفوظ نہیں ہیں اس ناگفتہ بہ صورتحال کے پیچھے ہماری ہی نالائقی اور ناعاقبت اندیشی ہے زیر بحث مقالہ میں یہی پہلو مد نظر رکھتے ہوئے اغیار کی سازشوں سے بچنے اور خاندانی منصوبہ بندی جیسے منصوبوں کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے درج ذیل تجاویز دی جاتی ہیں۔

۱۰۔ طلباء کی فکری تطہیر کے لیے قرآن وسنت اور اصحاب رسول ﷺ کی مقدس زندگیوں کو شامل نصاب کیا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

۱۔اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹ خاندانی منصوبہ بندی، پاکستان پریس اسلام آباد ۱۹۹۲، ص ۴۔

۲۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، اسلام اور ضبط ولادت، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۱۲۔

۳۔مرجع سابق، ص ۱۳۔

۴۔مرجع سابق، ص ۱۴۔

۵۔مرجع سابق، ص ۲۸۔

۶۔مرجع سابق، ص ۲۹۔

۴۳7.Freedman, whelpton and campbell, family planimgand population Growth New York 1959, P۔

8. Report of the royal commission population , H. M.S. O, London, 1949, P34

۹۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی محولہ بالا، ص ۶۵۔

10. Taussing, Frederick J, the Abortion, Proceedings of the conference of National committee

۳۹Health , Baltimore , 1944, P۔

۱۱۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، محولہ بالا، ص ۴۷۔

۱۲۔مرجع سابق، ص ۷۵۔

۱۳۔مرجع سابق، ص ۷۷۔

۱۴۔مرجع سابق، ص ۱۱۱۔

۱۵۔مفتی تقی عثمانی، ضبط ولادت عقلی وشرعی حیثیت سے، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۵۔

۱۶۔مرجع سابق، ص ۱۸۔

۱۷۔مرجع سابق، ص ۴۵۔

۱۸۔مرجع سابق، ص ۴۹۔

۱۹۔اسلامی نظریاتی کونسل، رپورٹ، محولہ بالا، ص ۳۔

۲۰۔مرجع سابق، ص ۴۔

۲۱۔البقرۃ: ۲۲۳۔

۲۲۔اسلامی نظریاتی کونسل، محولہ بالا، ص ۱۔

۲۳۔مرجع سابق، ص ۲۔

۲۴۔مرجع سابق، ص ۲۔

۲۵۔الانعام: ۱۵۱۔

۲۶۔بنی اسرائیل: ۳۱۔

۲۷۔البقرہ: ۲۶۸۔

۲۸۔الانعام: ۱۴۱۔

۲۹۔اسلامی نظریاتی کونسل، محولہ بالا، ص ۳۔

۳۰۔مرجع سابق، ص ۴۔

۳۱۔مرجع سابق، ص ۵۔

۳۲۔مرجع سابق، ص ۶۔

۳۳۔مرجع سابق، ص ۱۲۔

۳۴۔ مرجع سابق، ص ۱۳۔

۳۵۔ مرجع سابق، ص ۴۷۔

۳۶۔ مرجع سابق، ص ۸۱۔

۳۷۔ مفتی محمد نقی عثمانی، محولہ بالا، ص ۱۰۔

۳۸۔ مرجع سابق، ص ۱۰۔

۳۹۔ مرجع سابق، ص ۱۱۔

۴۰۔ مولانا ابو اعلیٰ مودودی، محولہ بالا، ص ۷۷۔

۴۱۔ مفتی محمد تقی عثمانی، محولہ بالا، ص ۱۳۔

۴۲۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ۱۹۸۰ء، ج ۲، ص ۱۰۶۸۔

43.Population and living standards international labour, Revies LX.iii.Pag No2, 1953.

۴۴۔ پاکستان ٹائمز، ۲۱ ستمبر ۱۹۵۹ء، ص ۴۔

45.Sehwarz.The psychology of sex, pellcan Book, 1951, page 81.

46.Kinsey report " Alfredc" and others, sexual, Behaviour in Human Male, W.B.Saunders Co, Philadelphia, Pag. 552.

47.Parsons. Lalcotty, The stabilarty of the Amercan Family system. Bell and Fogel London, 1951, Pag. 652.

۴۸۔ ابو سیاف اعجاز احمد تنویر، خاندانی منصوبہ بندی امت محمد ﷺ کا قتل، دار الاندلس لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۴۰۔